اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں ''اور اس دن سے بچو جب نہ کوئی جان کسی جان کے کچھ کام آئے گی اور نہ اس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی فدیہ لیا جائے گا۔ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی'' اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا کہ قیامت کے دن کوئی شخص بھی کسی دوسرے کے کام نہیں آئے گا کہ وہ کسی کے جرائم اور گناہ قبول کر لے یا کسی دوسرے کی جگہ سزا بھگت لے بلکہ ہر شخص دوسرے سے بھاگے گا۔ راہ فرار حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ حتیٰ کہ قریبی رشتے دار (صرف تعلق دار نہیں بلکہ رشتے دار) ایک دوسرے کو پہچاننے سے انکار کر دیں گے کوئی کسی کا سفارشی نہیں ہوگا کہ جو اپنے منصب' عہدے اور حیثیت کی بنیاد پر کسی مجرم کو چھڑوا لے' کسی مال دار کا مال و دولت اسے عذاب سے نہ بچا سکے گا۔ کہ وہ اپنی دولت سے کسی کی نیکیاں خرید لے یا رشوت دیکر چھوٹ جائے اور نہ ہی اس کے رفقاء و شریک جرم طاقت کے بل بوتے پر اسے چھڑا سکیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی بھی طاقتور نہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو خصوصاً خبردار کیا گیا ہے جو اپنے عہدے اور اختیارات کی وجہ سے زیادتی کرتے یا دوسروں کے جائز حقوق بھی غصب کر لیتے ہیں۔ کسی مجبور کو اذیت دیکر راحت محسوس کرتے اور مال و دولت کے گھمنڈ میں دوسروں پر ظلم کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنی دولت سے انصاف خرید سکتے ہیں یا پھر اپنے قبیلے' برادری اور گینگ کا سہارا سمجھتے ہوئے ظلم و ستم بلکہ بربریت کا بازار گرم کرتے ہیں۔ انسان سمجھتا کہ میں اتنا طاقت ور ہوں مجھے کون پوچھنے والا ہے۔ اور یہی چار چیزیں یا ذرائع ہیں جنہیں انسان دنیا میں اپنے بچاؤ کے لئے بطور ڈھال استعمال کر سکتا ہے اور کرتا ہے لیکن قیامت کے دن ان ذرائع میں سے کوئی ذریعہ بھی کسی مجرم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکے گا اور نہ ہی چھڑا سکے گا اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ ہم اس دنیا کی زندگی میں آخرت کی فکر کریں خصوصاً جو مسلمان کہلانے والے ہیں اور جن کا عقیدہ بلکہ ایمان کا حصہ ہے کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہو کر اپنے اعمال کی جزا یا سزا پانی ہے ان کو تو خصوصی طور پر چاہئے کہ وہ اس دنیا کی آسائش و آرام یا جھوٹی چودھراہٹ کی خاطر اپنی آخرت کو برباد نہ کریں کیونکہ دنیا عارضی ہے اور آخرت کی زندگی ہمیشہ کی ہے۔ دنیا کی مصیبتیں' پریشانیاں اور دکھ ختم ہو جائیں گے لیکن اگر خدانخواستہ آخرت کی زندگی عذاب کا گہوارہ بن گئی تو وہ دکھ کبھی ختم نہیں ہونگے۔ بلکہ ہم کو چاہئے کہ ہم آخرت کو سنوارنے اور بہتر بنانے کے لئے دنیا میں اگر کوئی پریشانی بھی برداشت کرنا پڑے تو خندہ پیشانی سے کرنا چاہیے لیکن افسوس کہ معاشرے میں مجموعی طور پر صورتحال انتہائی پریشان کن ہے اور یہ وبا ہر طبقے میں موجود ہے خواہ وہ مذہبی ہوں یا سیاسی

دینی ہو یا دنیادار لوگ۔ الا مارحم ربی

پھر اس بات کو سمجھانے کے لیے اللہ کریم انسان کو ایسے حالات وواقعات کا مشاہدہ کرواتا رہتا ہے کہ جس میں اس کے لیے بہت سا عبرت کا سامان موجود ہوتا ہے لیکن ان سے نصیحت وعبرت تو صرف وہی لوگ حاصل کرتے ہیں۔ لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید۔ ورنہ اکثریت تو ایسی ہوتی ہے جو عزت بے عزتی سے بے نیاز ہو جاتی ہے حتیٰ کہ وہ دنیاوی مفادات میں اس حد تک غرق ہو جاتے ہیں کہ انہیں کوئی وعظ ونصیحت یا اچھا مشورہ بھی کوئی فائدہ نہیں دیتا ان کا حال شاید کسی کوٹھے پر بیٹھنے والی کی غیرت جیسا ہو جاتا ہے۔ جس کے لیے سب کچھ صرف دنیا کا مال اور جھوٹا وقار ہوتا ہے۔ ایمان' عزت اور غیرت اس کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

ابھی زمانہ حال میں ہمارے سامنے دو کردار ہیں۔ جن میں عقلمندوں کے لیے بہت عبرت ہے۔ ایک پرویز مشرف کا اور دوسرا نواز شریف کا اول الذکر وہ شخص ہے کہ جس نے اپنے دور حکمرانی یا آمریت میں دین و شریعت تو ایک طرف اخلاقیات کی جس طرح پامالی کی وہ ابھی تک لوگوں کے ذہنوں میں تازہ ہے۔ ان حالات کو یاد کر کے آج بھی بے دین ملحد اور شرم وحیا وغیرت سے عاری لوگ اسے ''سنہری دور'' سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور یہ وہ دور تھا جس میں پرویز مشرف نے مطلق العنانی کا ثبوت دیتے ہوئے نا صرف کہ کچھ لوگوں کو ملک بدر کر کے یہ دعویٰ کیا کہ میری موجودگی میں یہ واپس پاکستان نہیں آسکتے بلکہ کچھ لوگوں کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ حتیٰ کہ جب کراچی میں اجتماعی قتل عام کیا گیا تو نا صرف اس پر جشن منایا گیا بلکہ کہا گیا کہ ''یہ عوام کی طاقت ہے۔ دیکھ لی آپ نے عوام کی طاقت'' پارلیمنٹ میں مکّے تک لہرائے گئے اور یہ جملہ تو ایک کورس کی طرح گایا گیا ''میں ڈرتا ورتا کسی سے نہیں'' کون سا وہ ظلم ہے جو پرویز مشرف نے لوگوں کے ساتھ اجتماعی یا انفرادی نہیں کیا لیکن جب اس کی جوابدہی کا وقت آیا تو یہ ''کمانڈو'' دل ہی ہار بیٹھا یہ تھی جرات وبہادری۔؟؟

حالانکہ عدالتوں سے جو فیصلے ہونے ہیں وہ تو ہونے ہی ہیں اور جنہیں کسی حد تک تقریباً ساری قوم جانتی ہے لیکن یہ کمانڈو جنرل صرف عدالت میں پیش ہونے کے خوف سے ہی ہسپتال جا پہنچا۔ اور یہ امید لگائے ہوئے ہے کہ اس کے کوئی دوست یا بہی خواہ شاید اس کے بچانے کا بندوبست کر دیں۔ اسے یہ سوچ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے تھا کہ کہیں یہ اس کے گناہوں کی سزا تو نہیں جو اسے دی جارہی ہے کیونکہ جب یہ خود حکمران تھا تو مخالف کا مذاق اڑانا اسے دھمکیاں دینا اور ذلیل کرنا ہی اس کا مشغلہ تھا۔ اب شاید اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی دنیا عالم کے سامنے ذلیل ورسوا کرنے کا فیصلہ فرما لیا ہو اس لیے کہ بے عزتی سے بڑی شاید کوئی سزا نہیں ہو سکتی۔

قارئین! غور کیجئے اگر پرویز مشرف عدالت میں پیش ہو جاتا سابقہ کیسوں کی طرح ہو سکتا ہے یہ کوئی ریلیف حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا یا کم از کم حاضری سے استثنیٰ ہی مل جاتا اور کچھ نہیں تو لوگوں کے سامنے یہ ہزیمت تو نہ اٹھانا پڑتی جو ذلت اب حصے میں آئی ہے یہ داغ تو مرنے کے بعد بھی نہیں دھل سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ بھی تکبر و

غرور کرنے والوں کو اس طرح ذلیل ورسوا کیا کرتا ہے۔ ورنہ فرعون ۔ نمرود اور ابوجہل وغیرہ کا انجام دیکھ لیں کہ عروج کے دنوں میں ان کا کردار کیا تھا اور جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ آئی تو ان کا کوئی عہدہ ومنصب' مال ودولت' برادری وقبیلہ اور حکومت انہیں ذلت ورسوائی سے نہ بچاسکی۔

دوسرا آپ میاں نواز شریف کو دیکھ لیں۔ یہ حضرت اب تیسری مرتبہ وزیراعظم بنے ہیں ذرا خیال کریں کہ ان کے یمین ویسار کون لوگ ہیں کیا وہی جو پہلے دور حکومت میں ناک کا بال تھے اور میڈیا وقوم میں وہ ''پنج پیاروں'' کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ پھر دوسرے دور حکومت میں جناب کے لیے دو تہائی سے زائد ممبران ذاتی ورکر تھے۔ مزید محتاط رویہ اپناتے ہوئے اپنے گرد مضبوط حصار قائم کرنے کی کوشش کی چیف آف آرمی سٹاف اپنی مرضی اور پسند کا لائے۔ صدر اپنا ربڑسٹمپ رکھ لیا۔ کابینہ اپنے چہیتوں کی بنالی ایک صوبے میں اپنے خاندان اور دوسرے صوبوں میں پسندیدہ لوگوں کی حکومتیں قائم کرلیں۔ اب ظاہری طور پر کوئی ایسی صورت نہ تھی جس سے نواز حکومت کو خطرے کی بو تک بھی محسوس ہوسکتی ہو۔ اس زعم میں جناب نے ممبران اسمبلی کو ذاتی غلامی میں لینے کے لیے قانون سازی کا پروگرام بنایا اور اس کے ساتھ ساتھ دین وشریعت بھی ایجاد کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس غرور' تکبر اور نخوت کو کس طرح پیوند خاک کیا کہ کئی دن تک خاندان کے افراد بھی ایک دوسرے کی آواز سننے کو ترس گئے۔ ایام حکمرانی میں جو دن رات قصیدے پڑھتے رہتے تھے وہ اس طرح غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ کیونکہ ان کا مقصد صرف اچھے دنوں سے فائدہ حاصل کرنا اور حکومتی دسترخوان سے حصہ اٹھانا ہی تھا یہی سہولت جب انہیں دوسرے حکمران میں نظر آئی تو انہوں نے پلک جھپکنے جتنی دیر بھی نہ کی۔ مفاد پرست کی یہ علامت ہوتی ہے کہ وہ اپنے ''صاحب'' کی موجودگی میں ''..........'' ہوئے نہیں تھکتا لیکن جونہی موقعہ آتا ہے پہلا پتھر اٹھانے والا بھی وہی ہوتا ہے۔ اور نجی مجلسوں میں اگر یہ سب جمع ہوجائیں تو ان کی گفتگو تو کوئی مخالف بھی نہیں سن سکتا چہ جائیکہ کسی ہمدرد کے متعلق یہ گمان کیا جائے۔

اب وہی نواز شریف ہے جو رات کے اندھیرے میں سب کو اور سب کچھ چھوڑ کر اپنے خاندان کو بچا کر لے گیا جو پھر حکمران ہے اور وہی پرویز مشرف ہے جو کل تک تکبر اور ملک میں تمام جائز وناجائز اختیارات کا مالک تھا جس کو چاہتا نوازشات کی بارش کردیتا جس سے معمولی سی بھی مخالفت ہوتی اس کی تنخواہ بند کردیتا یا کروادیتا۔ (شاید وہ ا...آپ کو بندوں کا رازق بھی سمجھنے لگ گیا تھا۔ جیسا کہ جنرل (ر) ضیاء الدین بٹ کی جائیداد ضبط ہوئی اور اس کا کورٹ مارشل بھی ہوا۔) لیکن آج بستر علالت پر پڑا زندگی کی بھیک مانگ رہا ہے۔ **فاعتبروا یااولی الابصار**

قارئین! کیا اس میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں نہیں ہیں کہ انسان صاحب اختیار واقتدار ہوتے ہوئے اپنے گرد جتنے بھی حفاظتی حصار بنالے صدر اپنی مرضی کا۔ کابینہ اور مشیر اپنی پسند اور خاندانی افراد پر مشتمل اختیارات سارے اپنے پاس۔ کمزوروں پر ظلم وزیادتی سے دوسروں پر اپنی حکمرانی اور چودہراہٹ کا رعب جمائے رکھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ

کی پکڑ آتی ہے۔اور مظلوموں کی آہیں۔انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ کے الفاظ کی شکل میں عرش الٰہی تک پہنچتی ہیں تو پھر اپنے ہاتھوں لگائے ہوئے افسر۔نوازشات سے لطف ہونے والے جن ساتھی۔ذاتی کابینہ وشوریٰ پارلیمنٹ حتیٰ کہ اپنی ذات پہ مقرر کیے ہوئے بااعتماد محافظ ہی ہاتھوں میں کڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیتے ہیں۔

یہ تو ساری ظاہری اور احتیاطی تدبیریں ہیں جو انسان اختیار کرتا ہے۔اصل اور آخری فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی غالب آتا ہے۔جس کے مقابل سب تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں۔اس لیے ہر بااختیار کو چاہئے کہ وہ ان ظاہری سہاروں پہ تکیہ نہ کرے ورنہ یہی پتے ہوا دینے لگ جائیں گے بلکہ عدل وانصاف کریں۔تقویٰ اختیار کریں۔اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی والے اعمال بجالائیں۔قوم کے مال دولت' پیسے اور فنڈ و دیگر قومی املاک کو اپنی ذاتی جاگیر یا وراثت سمجھنے سے گریز کریں عاجزی وانکساری کو شعار بنائیں۔دنیا کی بجائے آخرت زیادہ مدنظر ہو۔سب سے بڑھ کر ہیرا پھیری کو چھوڑ کر سچائی وصداقت کا پیکر بن جائیں پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح مشکلات میں مدد کرتا اور خطرات میں حفاظت فرماتا ہے۔لیکن یاد رکھیے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنا حمایتی و مددگار بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ کا مخلص ترین بندہ بننا ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔**والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا و ان الله لمع المحسنین** ۔اور جب اللہ تعالیٰ کسی کا حامی و مددگار بن جاتا ہے۔تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے نیچا نہیں دکھا سکتی۔

ان ینصر کم الله فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذالذی ینصر کم من بعده وعلی الله فلیتو کل المومنون

''اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور اگر وہ تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو پھر وہ کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی ایمان والے بھروسہ کریں۔''

قارئین! کل نواز شریف پہ مشکل وقت تھا۔سب ''اپنے'' ساتھ چھوڑ گئے اختیار واقتدار اور فیکٹریاں حتیٰ کہ کوئی یوتھ ونگ بھی کام نہ آئی۔آج پرویز مشرف پر وہی دن گزر رہے ہیں تو کوئی اس کی حمایت میں کھڑا ہونے کے لیے تیار نہیں۔(بلکہ وہ کرپشن کے سرمائے سے خریدے ہوئے مکان اور کوٹھیاں بھی آج فروخت کرنے پر مجبور ہے) سوائے ایم کیو ایم کے۔کیونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر پرویز مشرف کا ٹرائل ہوگا تو ہمیں بھی 12 مئی 2007ء کا حساب دینا ہوگا۔یا پھر چودھری شجاعت ہے وہ بھی سمجھتا ہے۔کہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔سیاست تو کرو۔یا ہوسکتا ہے اسے بعد والے منظر کی کوئی جھلک پڑ گئی ہو۔**واللہ اعلم**

عجیب بات کہ 1999ء میں پرویز مشرف کہتا تھا کہ نواز شریف کا فیصلہ عدالتیں کریں گی۔آج نواز شریف کہہ رہا ہے پرویز مشرف کا فیصلہ عدالتیں کریں گی۔**تلک الایام ند اولهابین الناس**

قارئین! جب دنیا کی عدالتوں میں یہ حال ہے تو آخرت میں کیا صورت ہوگی۔اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ ہم اپنے اپنے مقام پر اپنی ذمہ داریوں کو انصاف سے نبھائیں اور آخرت کی فکر کریں۔دنیا کے مفادات کو آخرت پر ترجیح نہ دیں۔بلکہ آخرت کی زندگی کی بہتری کو ہی مطمع نظر بنائیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو(آمین)